سیریل نمبر:25-05-000151 مؤرخہ:۱۲مئی،۲۰۲۵

بھینس کی قربانی

مقلدین کے نزدیک چونکہ قیاس مجتہد حجت ہے اس لیے ان کے نزدیک قیاس مجتہد کی وجہ سے بھینس اور گائے کی قربانی جائزاور گوشت اور دودھ حلال ہے۔

قال العلامة ابن نجیم رحمه اللہ تعالیٰ: وَتَجُوزُ بِالْجَامُوسِ لِأَنَّهُ نَوْعٌ من الْبَقَرِ۔[1]

وأجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر.[2]

بھینس اور بھینسا(کٹا) جو وحشی نہ ہو، اُس کی قربانی بلاشبہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ گائے کی ہی ایک قسم ہے اور گائے کی قربانی احادیث سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا قربانی میں گائے اور اُونٹ سات افراد کی طرف سے کافی ہے۔[3]

اور گائے کے ساتھ ساتھ بھینس، کٹے کی قربانی بھی جائز ہے۔ لغت کے اعتبار سے بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

جیسا کہ لغت کی معروف کتاب لسان العرب میں ہے:

البقر جنس والجاموس نوع من البقر۔

گائے جنس ہے اور اسی کی قسم جاموس یعنی بھینس ہے۔[4]

تاج العروس میں ہے:

الجاموس نوع من البقر۔

بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔[5]

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ (الأنعام ۱۴۳)

---

[1] (البحر الرائق، ج۸، ص ۳۲۴ ط: رشیدیه)

[2] (الاجماع لابن المنذر، ج ۱، ص ۴۵، ط: دار المسلم)

[3] (سنن ابی داؤد، ج۳، ص ۵۶، الناشر: دار الكتاب العربي-بيروت)

[4] (لسان العرب، ج۶، ص ۵۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

[5] (تاج العروس، ج۸، ص ۲۳۱، طبع دار الفکر، بیروت)

مکتوبہ بالا آیت کی تفسیر میں مشہور تابعی مفسر حضرت لیث بن ابو سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

الجاموس و البختی من الازواج الثمانیة۔

بھینس اور بختی اونٹ ان آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔[1]

بھینس، کٹے کی قربانی کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

الجاموس تجزی عن سبعة فی الاضحیة۔

بھینس قربانی میں سات بندوں کی طرف سے کافی ہے۔[2]

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ كَانَ يقول: الجواميس بمنزلة البقر۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بھینس گائے کی طرح ہی ہے۔[3]

علامہ ابن منذر نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

و أجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر۔

اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔[4]

فقۂ حنبلی کے بانی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھینس کی قربانی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

لا اعرف خلاف هذا۔

ترجمہ: میں اس کے جواز کے متعلق کسی کا اختلاف نہیں جانتا۔[5]

حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

إنما هي بقر كلها۔

بے شک بھینس تمام احکام میں گائے کی طرح ہے۔[6]

---

1 (تفسیر درمنثور، تحت هذه الآیة، ج۳، ص۳۷۱، دار الفکر، بیروت)
2 (مسند الفردوس، کتاب الاضحیة، ج۲، ص۱۲۴، دار الکتب العلمیه، بیروت)
3 (مصنف ابن ابی شیبة، ج۷، ص۶۵، الناشر: دار القبلة)
4 (الاجماع، کتاب الزکاة، ص۵۲، مکتبة الفرقان، دولة الامارات العربیة)
5 (مسائل الامام احمد بن حنبل، کتاب الاضحیة، ص۴۰۲۷، مسئله ۲۸۶۵، مطبوعه مدینة المنورة)
6 (موطا امام مالک، کتاب الزکاة ما جاء فی صدقة البقرة، ص۲۹۴، قدیمی کتب خانه، کراچی)

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

ان البقر جنس و نوعہ الجوامیس۔

گائے جنس ہے اور بھینس اسی کی قسم ہے۔[1]

علامہ علاؤالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں:

أَمّا جِنْسُهُ فَهُوَ أَنْ يَكُونَ من الْأَجْنَاسِ الثَّلَاثَةِ الْغَنَمِ أو الْإِبِلِ أو الْبَقَرِ وَيَدْخُلُ في كل جِنْسٍ نَوْعُهُ وَالذَّكَرُ والانثي منه وَالْخَصِيُّ وَالْفَحْلُ لِانْطِلَاقِ اسْمِ الْجِنْسِ على ذلک وَالْمَعْزُ نَوْعٌ من الْغَنَمِ وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ من الْبَقَرِ بِدَلِيلِ أَنَّهُ يُضَمُّ ذلک إلَى الْغَنَمِ وَالْبَقَرِ في بَابِ الزَّكَاةِ۔

بہر حال قربانی کے جانوروں کی جنس تو اس کا ان تین جنسوں سے ہونا ضروری ہے: بکری، اونٹ یا گائے اور ہر جنس میں اُس کی نوع، نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب شامل ہیں، کیونکہ جنس کا اطلاق ان سب پر ہوتا ہے۔ بھیڑ، بکری کی اور بھینس، گائے کی ایک قسم ہے۔ اس دلیل کی بناء پر کہ انہیں (یعنی بھیڑ اور بھینس کو) زکوۃ کے معاملے میں بکری اور گائے کے ساتھ شمار کیا جاتا ہے۔[2]

صاحبِ ہدایہ امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر المرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہدایہ میں فرماتے ہیں:

و الاضحیۃ من الابل و البقر و الغمن۔۔۔ و یدخل فی البقر الجاموس، لانہ من جنسہ۔

اونٹ، گائے اور بکری کی قربانی درست ہے۔۔۔ اور گائے کے تحت بھینس بھی داخل ہے، کیونکہ وہ اسی کی جنس میں سے ہے۔[3]

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

الأضحية تجوز من أربع من الحيوان الضأن و المعز و البقر و الإبل ذكورها و إناثها و كذلک الجاموس لأنه نوع من البقر الأهلي۔

جانوروں میں سے چار کی قربانی جائز ہے، بھیڑ، بکری، گائے اور اونٹ، ان کے مذکر و مونث (دونوں جائز ہیں) اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے اس لئے کہ یہ پالتو گائے کی ہی قسم ہے۔[4]

---

[1] (المجموع شرح المهذب، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٦، ص ٤٢٦، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2] (بدائع الصنائع، ج٥، ص ٦٩، الناشر دار الكتاب العربي، بيروت)

[3] (الهداية، كتاب الاضحية، ج٤، ص٤٤٧، طبع مكتبه رشيديه، كوئٹه)

[4] (فتاویٰ قاضی خان، ج ١، ص ١٣٠)

علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں:

الْجَوَامِیسُ من الْبَقَرِ لِأَنَّهَا نَوْعٌ منه۔

بھینسیں گائیوں میں سے ہیں، کیونکہ یہ ان ہی کی قسم میں سے ہیں۔[1]

علامہ عبد الغنی المیدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

(والجوامیس والبقر سواء) لاتحاد الجنسیة، إذهو نوع منه۔

بھینسیں اور گائیں برابر ہیں جنس کے ایک ہونے کی وجہ سے کیونکہ وہ ان ہی کی قسم سے ہیں۔[2]

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

الْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنْ الْبَقَرِ۔

بھینس گائے کی ہی ایک قسم ہے۔[3]

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں:

(وَالْجَامُوسِ) هُوَ نَوْعٌ مِنْ الْبَقَرِ كَمَا فِي الْمُغْرِبِ، فَهُوَ مِثْلُ الْبَقَرِ فِي الزَّكَاةِ وَالْأُضْحِيَّةِ وَالرِّبَا۔

(اور بھینس) یہ گائے کی ایک قسم ہے جیسا کہ المُغرب میں ہے، اور یہ زکوٰۃ، قربانی اور سود (کے معاملات) میں گائے ہی کی مثل ہے۔[4]

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ) قربانی کے جانوروں کی ابتدائی تین قسمیں ہیں:

۱۔ شاۃ یا غنم　　　۲۔ بقر　　　۳۔ جمل

شاہ کو پھر دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱۔ ضان　　　۲۔ معز

اور بقر کی بھی دو قسمیں کرتے ہیں:

۱۔ بقر　　　۲۔ جاموس

---

1 (البحر الرائق، ج۲، ص ۲۳۲، الناشر دار المعرفة، بیروت)

2 (اللباب فی شرح الکتاب، ج ۱، ص ۱۴۲، الناشر: المکتبة العلمیة، بیروت-لبنان)

3 (الفتاویٰ الهندیة، ج ۴۲، ص ۲۷۲، مکتبة أهل السنة والجماعة)

4 (رد المحتار، ج۷، ص ۲۵)

اس طرح اصل اور ذیلی قسموں کو ملا کر کُل پانچ قسمیں ہوئیں:

۱۔ جمل (اونٹ) ۲۔ بقر (گائے) ۳۔ جاموس (بھینس) ۴۔ ضان (دنبہ) ۵۔ معز (بکری)

اور مذکر و مؤنث دونوں کو شامل کر دیا جائے تو کل دس ہوتی ہیں۔[1]

مکتوبہ حوالہ جات سے مسئلہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ گائے کی طرح بھینس، کٹے کی قربانی بلاشبہ جائز ہے اور جو حضرات کٹے کی قربانی کے ناجائز ہونے کی بات کرتے ہیں اور دلیل میں یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بھینس اور کٹے کی قربانی نہیں کی، ان سے سوال کریں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بھینس کا دودھ پیا تھا؟ یا بھینس، کٹرے کا گوشت کھایا تھا؟ اگر دودھ نہیں پیا، گوشت نہیں کھایا تو یہ جائز کیسے ہو گیا؟ بھینس اور کٹے کی قربانی کے ناجائز ہونے کا قول وہی کرے گا جو دین کے اصولوں اور اسلام کی وسعت سے ناواقف ہے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ بھینس عرب کا جانور نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے زمانۂ اقدس میں بھینس وہاں نہیں پائی جاتی تھی۔ جب اسلام عرب سے نکل کر ایسے علاقوں میں پہنچا جہاں بھینس پائی جاتی تھی تو تابعین، تبع تابعین، آئمہ محدثین، فقہاء اسلام اور ائمہ لغت نے صراحت کے ساتھ بھینس کا ذکر کیا ہے اور اسے گائے کی قسم قرار دے کر اس سے ملایا اور مسئلہ بھی واضح کر دیا کہ جو حکم گائے کا ہے وہی بھینس کا ہے۔

دوسرا جواب بھینس کی قربانی کے جواز میں بطرزِ آخر عہدِ نبوی ﷺ

عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جزیرۃ العرب میں بھینس نہیں پائی جاتی تھی؛ اس لیے بھینس کی قربانی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نہ تو عملاً ثابت ہے اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے صراحتاً بھینس کی قربانی کے بارے میں کوئی حکم صادر فرمایا ہے۔

اس کو بنیاد بنا کر غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں: چونکہ "جاموس" (بھینس) کی قربانی کا تذکرہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے اور نہ ہی عملاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے؛ اس لیے بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ جبکہ دوسری طرف برصغیر پاک وہند وغیرہ میں جس طرح مسلمان گائے، بکرا اور دنبہ وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں، اسی طرح بھینس کی قربانی بھی بکثرت کرتے ہیں اور تمام علماء اہل سنت وجماعت بالاتفاق اسے جائز قرار دیتے ہیں اور بعض علماء غیر مقلدین بھی بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل ہیں؛ کیونکہ قرآن وحدیث میں قربانی کے باب میں جاموس (بھینس) کا

[1] (فتاویٰ رضویہ، ج۲۰، ص ۳۸۲، ۳۸۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تذکرہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قربانی جائز نہ ہو، ورنہ تو زمانۂ موجودہ کی بہت ساری اشیاء (موبائل، کمپیوٹر، جہاز اور ٹرین وغیرہ) جن کا ذکر قرآن واحادیث میں نہیں ہے، ان سب کا استعمال ناجائز ہو گا؛ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے یہ دیکھا جائے گا علماء امت کا بھینس کی قربانی کے سلسلہ میں کیا موقف اور عمل رہا ہے؟ فقہاء اور محدثین نے بھینس کی قربانی کو کس بنیاد پر جائز قرار دیا ہے؟ وہ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ اہل لغت کی کیا رائے ہے؟ اسی طرح بعض علماء غیر مقلدین اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

تو واضح رہے کہ تمام فقہاء، محدثین، اور اہل لغت حتی کہ بعض علماء غیر مقلدین نے بھی بھینس (جاموس) کو گائے (بقر) کی جنس سے مانا ہے؛ بلکہ اس پر اجماع ہے۔ یعنی بھینس گائے ہی کی ایک نوع اور ایک قسم ہے اور جب گائے کی قربانی جائز ہے، تو بھینس جو اسی کی ایک نوع ہے اس کی بھی قربانی جائز ہو گی۔ ذیل میں بھینس کی حقیقت وماہیت ذکر کرنے کے بعد ہر ایک کی تفصیل نقل کی جا رہی ہے۔

بھینس کی حقیقت وماہیت

بھینس / بھینسا:

برصغیر میں کثرت سے پایا جانے والا ایک مشہور چوپایہ ہے، جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور جو گائے سے تھوڑا بھاری بھرکم اور مضبوط ہوتا ہے۔ اردو اور ہندی میں اس کی مادہ کو بھینس اور نر کو بھینسا کہا جاتا ہے۔[1]

فارسی میں اسے "گاؤ میش" کہا جاتا ہے، جو دو لفظوں یعنی : "گاؤ" اور "میش" سے مرکب ہے اور "گاؤ" کے معنی گائے اور بیل کے ہیں؛ جب کہ میش کے معنی: بھیڑ، مینڈھا اور دنبہ وغیرہ کے ہیں۔ (گویا جو چوپایہ گائے اور بھیڑ کے مشابہ ہو، اسے بھینس کہتے ہیں)۔[2]

اور اسی لفظِ" گاؤ میش "سے عربی زبان میں بھینس کا نام" جاموس رکھا گیا، یعنی یہ اصلاً عربی زبان کا لفظ نہیں ہے؛ بلکہ اہل عرب نے اسے فارسی سے عربی میں معرب کر لیا ہے اور گاف کو جیم سے اور سین کو شین سے بدل دیا، پھر تسہیل کرتے ہوئے" فاعول" کے وزن پر" جاموس" بنا دیا، جس کی جمع جوامیس آتی ہے۔

علامہ محمد بن محمد زبیدی رحمہ اللہ" تاج العروس" میں لکھتے ہیں:

الجاموس.... معروف، معرّبُ "کاومیش"، وهي فارسية، ج: الجواميس، وقد تكلمت به العرب۔[1]

---

[1] (فیروز اللغات اردو جامع، ص: ۲۴۳، ط: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

[2] (فیروز اللغات اردو جامع، ص: ۱۰۸۰-۱۳۳۰، ط: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

بعض اہل لغت فرماتے ہیں کہ "جاموس" اصلاً عربی زبان ہی کا لفظ ہے اور یہ " جمس" سے مشتق ہے جو اپنے معنی کے اعتبار سے جمود اور ٹھوس پن پر دلالت کرتا ہے، اس معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب اہل عرب اس چوپائے سے متعارف ہوئے، توانھوں نے اس کی ہیئت وجسامت اور مضبوطی کو دیکھتے ہوئے اسے جاموس کا نام دے دیا۔

علامہ احمد بن محمد فیومی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جَمسَ الودک جموسا، من باب قعد جمد، والجاموس نوع من البقر، كأنّه مشتق من ذلک، لأنّه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة. وفي التهذيب: الجاموس دخيل، والجمع: الجواميس تسميه الفُرس "كاوميش"۔

ترجمہ: "**جمس الودک جموسا**" کے معنی ہیں چکنائی جم گئی، باب "قعد" سے "جمد" کے معنی میں ہے اور جاموس گائے ہی کی ایک قسم ہے، گویا کہ یہ لفظ اسی سے مشتق ہے؛ کیونکہ ہل چلانے، کھیتی کرنے اور اناج روندنے کے کام میں بھینس کے اندر گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔[2]

گویا بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے جس میں گائے اور بھیڑ دونوں کی مشابہت ہوتی ہے۔

اجماع

وأجمعوا على أنّ حكم الجواميس حكم البقر۔

اس پر اجماع ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔[3]

علامہ ابو الولید بن رشد الحفید بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

أجمع العلماء على جواز الضحايا من جميع بهيمة الأنعام۔

ترجمہ: تمام چوپایوں کی قربانی کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔(اور بھینس کا **بهيمة الانعام** میں سے ہونا اظہر من الشمس ہے، گویا بھینس کی قربانی کے جواز پر بھی علماء کا اجماع ہے)۔[4]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی قربانی میں سات حصے ہوسکتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: مجھے اس میں کسی کے اختلاف کا علم نہیں (یعنی اس پر اجماع ہے)۔

قلت: الجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال: لا اعرف خلاف هذا۔[1]

---

[1] (تاج العروس، ۵۱۳/۱۵، دار الهداية)

[2] (المصباح المنير فی غريب الشرح الكبير، ۱۰۸/۱، ط: المكتبة العلمية بيروت)

[3] (الإجماع لابن المنذر، ۴۵/۱، رقم: ۹۱، ط: دار المسلم للنشر والتوزيع)

[4] (بداية المجتهد، ۱۹۲/۲، ط: دار الحديث القاهرة)

حافظ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لا خلاف في هذا نعلمه، وقال ابن المنذر: أجمع كل من يحفظ عنه من أهل العلم، ولأنّ الجواميس من أنواع البقر۔

ہمیں اس مسئلہ (بھینس کی قربانی کے مسئلہ) میں اختلاف کا علم نہیں ہے اور ابن منذر نے فرمایا: اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے اور اس لیے بھی کہ بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔[2]

جب بھینس کی قربانی کے جواز پر اجماع ہے اور اجماع بھی دلیل شرعی ہے، تو گویا بھینس کی قربانی کے جواز پر بھی دلیل شرعی موجود ہے۔

محدثین

امام مالک بن انس مدنی رحمہ اللہ "مؤطا امام" مالک میں فرماتے ہیں:

إنّما هي بقر كلّها۔

ترجمہ: یہ بھینس گائے ہی ہے۔[3]

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

الجاموس والبقر سواء۔

گائے اور بھینس برابر ہیں۔[4]

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تحسب الجواميس مع البقر"۔

ترجمہ: بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔[5]

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الجواميس بمنزلة البقر۔

ترجمہ: بھینس گائے کے درجے میں ہے۔[6]

---

[1] (مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، ۸/۴۰۲۷، رقم: ۲۸۶۵، ط: عمادة البحث العلمي الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة)

[2] (المغنى لابن قدامة، ۲/۵۹۴)

[3] (مؤطا امام مالک، باب ماجاء في زكاة البقر، ۲/۳۶۶، ط: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان، أبوظبى الإمارات)

[4] (كتاب الأموال لابي عبيد، ۲/۳۶، رقم: ۹۹۴، ط: دار الهدي النبوي مصر و جار الفضيلة السعودية)

[5] (مصنف عبد الرزاق، ۴/۲۴، رقم الحديث: ۶۸۵۱، المكتبة الاسلامى بيروت)

[6] (مصنف ابن ابى شيبه، ۷/۶۵، رقم: ۱۰۸۴۸، ط: شركة دار القبلة، مؤسسة علوم القرآن)

فقہاء احناف

فقہ حنفی کی تمام کتب میں بھینس کو گائے کی جنس اور نوع سے قرار دے کر قربانی کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ صاحب بدائع لکھتے ہیں:

أمّا جنسه فهو أن يكون من الأجناس الثلاثة: الغنم، أو الإبل، أو البقر، ويدخل في كلّ جنس نوعه والذكر والأنثى منه والخصي والفحل لانطلاق اسم الجنس على ذلک، والمعز نوع من الغنم، والجاموس نوع من البقر؛ بدليل أنه ينضم ذلک إلى الغنم والبقر في باب الزكاة۔[1]

فقہاء مالکیہ

ومن البقر ثلاثون، ومن البقر أربعون، وتضمّ أصناف النوع الواحد إلى بعضها، فيضمّ الجاموس إلى البقر، والمعز إلى الغنم الضأن۔[2]

قوله: (في البقر): مراده ما يشمل الجاموس، فالأصل فيها الذبح۔[3]

فقہاء شوافع

النعم: هي الإبل، والبقر ويشمل الجاموس، والغنم ويشمل المعز والضأن۔[4]

ويتناول لحم البقر جاموسا، وبقر وحش، فيحنث بأكل أحدهما من حلف لا يأكل لحم بقر۔

قال صاحب حاشية الجمل: (قوله: يتناول لحم البقر جاموسا) لأنّ البقر جنس يتناول العراب والجواميس بخلاف ما لو حلف لا يأكل جاموسا فإنّه لا يتناول لحم البقر العراب فلا يحنث به؛ لأنّ الجاموس نوع من البقر۔[5]

فقہاء حنابلہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی قربانی میں سات حصے ہو سکتے ہیں، تو انھوں نے فرمایا: مجھے اس میں کسی کے اختلاف کا علم نہیں۔

قلت: الجواميس تجزئ عن سبعة، قال لا اعرف خلاف هذا، قال الحسن تذبح عن سبعة، قال إسحاق كما قال۔[1]

---

[1] (بدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل في محلّ إقامة الواجب، ۲۹۸/٦، دار الكتب العلمية بيروت. ردالمحتار، كتاب الأضحية، ۴٦٦/۹، ط: زكريا ديوبند. الفتاوى الهندية، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محلّ إقامة الواجب، ۳٦۷/۵، ط: زكريا ديوبند)

[2] (فقه العبادات على المذهب المالكي، الباب الثاني، الفصل الأول، ۲۷۳/۱، مطبعة الإنشاء دمشق سوريا)

[3] (حاشية الصاوي على الشرح الصغير، باب في بيان حقيقة الذكاة، ۱۵۳/۲، دار المعارف. حاشية الدسوقي على الشرح الكبير للشيخ الدردير، باب الذكاة ۱۰۷/۲، ط: دار الفكر)

[4] (فقه العبادات على المذهب الشافعي، الباب الثاني، زكاة الغنم، ۸۴/۲)

[5] (حاشية الجمل على شرح المنهج، ۳۰۸/۵، دار الفكر)

علماء غیر مقلدین

حتی کہ بعض بڑے غیر مقلد علماء بھی بھینس کو گائے ہی کی ایک قسم مان کر قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

۱۔ چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں:

اور سن بکری کا ایک سال یعنی ایک سال پورا اور دوسرا شروع، اور گائے اور بھینس کا دو سال یعنی دو سال پورے اور تیسرا شروع الخ۔

آگے لکھتے ہیں:

ویدخل في البقر الجاموس لانه من جنسه انتهى ما في الهداية۔

ترجمہ : گائے میں بھینس داخل ہے؛ اس لیے کہ بھینس گائے ہی کی ایک جنس ہے۔[2]

۲۔ مفتی عبد الستار صاحب ایک سوال کے جوب میں لکھتے ہیں:

سوال: کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: جائز ہے؛ کیوں کہ بھینس اور گائے کا ایک حکم ہے۔[3]

۳۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فتاوی ثنائیہ میں قرآن کریم کی آیت "قل لا أجد فيما أوحي أليّ الخ" کی تشریح کے تحت لکھتے ہیں:

حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا، پس اس کی قربانی نہ سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتی ہے نہ تعامل صحابہ سے، ہاں اگر اس کو جنس بقر (گائے کی جنس) سے مانا جائے، جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے۔

(كما في الهداية) یا عموم بهيمة الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لیے یہ علت کافی ہے۔[4]

۴۔ فتاوی علماء اہل حدیث کے مؤلف مولانا ابو الحسنات علی محمد سعیدی سے بھینس کی قربانی کے جواز کے سلسلے میں سوال کیا گیا، تو انھوں نے جواب دیا: جائز ہے؛ چوں کہ گائے اور بھینس کا ایک ہی حکم ہے۔ بعینہ یہی جواب مفتی عبد الستار صاحب نے بھی دیا ہے۔[5]

---

1 (مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، ۸/۴۰۲۷، رقم: ۲۸۶۵)

2 (فتاوی نذیریہ، ۳/۲۵۷، ۲۵۸، اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور)

3 (فتاوی ستاریہ، ۳/۲)

4 (مستفاد: فتاوی ثنائیہ، ۱/۸۰۹، ۸۱۰)

5 (فتاوی علماء اہل حدیث، ۱۳/۹۴۶ـ فتاوی ستاریہ، ۳/۲)

۵۔ مولانا عبد القادر حصاروی صاحب ساہیوال لکھتے ہیں:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ بکری، گائے کی قربانی مسنون ہے، تاہم بھینس بھینسا کی قربانی بھی جائز اور مشروع ہے اور ناجائز کہنے والے کا مسلک درست نہیں ہے۔[1]

۶۔ حافظ زبیر علی زئی کا فتوی:

اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کی قربانی کتاب و سنت سے ثابت ہے اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے، اس پر ائمہ اسلام کا اجماع ہے۔[2]

۷۔ محدث العصر حافظ گولندوی کا فتوی:

بھینس بھی بقر میں شامل ہے، اس کی قربانی جائز ہے۔[3]

۸۔ قاضی محمد عبد اللہ ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی، خانپوری بھینس کی قربانی کے جواز پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں:

پس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ:

(۱) بھینس مسلمہ طور پر گائے کی ایک قسم ہے۔

(۲) بھینس گائے سے زیادہ قیمتی ہے اور جسامت بھی عام گائے سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور اس سے نفع بمقابلہ عام گائے کے زیادہ ہے؛ اس لیے اس میں ثواب بھی زیادہ ہے۔

(۳) کم از کم بھینس کی قربانی کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔[4]

۹۔ مولانا امین اللہ پشاوری ایک مفصل فتوے میں جواز کے دلائل پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ لغت میں لفظ "البقر"، "الجاموس" کو بھی شامل ہے، تو شرعاً بھی اس کا یہی حکم ہو گا۔ لہٰذا اس کی قربانی کا ثبوت قرآن مجید اور سنت صحیحہ سے مل گیا، اب اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ یہ قیاسی مسئلہ ہے، یا وضاحت کے ساتھ ثابت نہیں، جیسا کہ اس طرح کی باتیں کچھ جاہل قسم کے لوگ سے سنی جا رہی ہیں، جو قرآن و سنت

---

1 (فتاوی حصاریہ و مقالات علمیہ، ۴۴۶/۵)

2 (فتاوی علمیہ، ۱۸۲/۲)

3 (ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ج: ۲۰، شمارہ نمبر: ۹، ص: ۲۹)

4 (ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ج: ۲۰، شمارہ نمبر: ۴۲-۴۳، ص: ۹-۱۰)

سے استدلال کے طریقوں سے نابلد، ان کی معرفت سے ناآشناء اور ان کے قواعد سے ناواقف ہیں۔ عقل و بصیرت رکھنے والوں کے لیے یہ ایک دلیل کافی ہے، جاہل اور بیکار لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔[1]

۱۰۔ جماعت غرباء اہل حدیث کے نائب مفتی مولانا عبد القہار صاحب کا فتویٰ

صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً بھینس چوپایہ جانورں میں سے ہے اور اس کی قربانی درست ہے؛ کیوں کہ گائے کی جنس سے ہے، اس لیے بھینس کی قربانی جائز اور درست ہے۔ اس دلیل کو اگر نہ مانا جائے، تو گائے کے ہم جنس بھینس کے دودھ اور اس کے گوشت کے حلال ہونے کی دلیل بھی مشکوک ہو جائے گی۔[2]

غیر مقلد عالم مولوی نعیم الحق ملتانی نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے "بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ" اس میں اس طرح کے اور بہت سے علماء غیر مقلدین کے اقوال ذکر کیے ہیں، جنھوں نے بھینس کی قربانی کو جائز کہا ہے، تفصیل کے لیے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

اہل لغت

۱۔ "(الجاموس: ضرب من کبار البقر"۔
(المنجد، ص: ۱۰۱، مرتب لوئیس معلوف)

ترجمہ: بھینس بڑی گایوں کی ایک قسم ہے۔

۲۔ الجاموس: حیوان أهلي من جنس البقر . . . . والجمع: جواميس"۔

ترجمہ: بھینس گائے کی جنس سے ایک پالتو جانور ہے۔[3]

۳۔ جاموس: نوع من البقر ضخم الجثة، جمع: جواميس۔ (معجم الزوائد کما في المعاني)

ترجمہ: بھینس، بھاری جسم والی گائے کی ایک قسم ہے۔

۴۔ لسان العرب، مغرب وغیرہ میں بھی بھینس کو گائے کی قسم مانا ہے۔

الجاموس نوع من البقر۔

ترجمہ: بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔[4]

---

1 (فتاوی الدین الخالص، ۶/۴۹۳)

2 (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، ص: ۲۳۷، ط: اسلامک سینٹر ملتان)

3 (معجم الوسیط، ص: ۱۳۴، فیصل دیوبند)

4 (لسان العرب، ۶/۴۳، دار صادر بیروت. المغرب في ترتیب المغرب، ۱/۸۹، ط: دار الکتاب العربي بیروت)

۵۔ لغت کی مشہور کتاب "تاج العروس" اور دیگر کتب لغت میں بھی بھینس کو گائے کی قسم مانا ہے۔

الجاموس . . . . معروف، معرّبُ "کاومیش"، وهي فارسیة، ج: الجوامیس، وقدتکلمت به العرب۔

ترجمہ: "جاموس ایک مشہور چوپایہ ہے، جو گاومیش کا معرب ہے اور گاومیش فارسی زبان کا لفظ ہے، جسے اہل عرب نے کچھ تبدیلی کے ساتھ "جاموس" بنالیا ہے اور "جاموس" کی جمع "جوامیس" آتی ہے۔[1]

جب تمام فقہاء و محدثین، اہل لغت حتی کہ بعض بڑے غیر مقلد علماء نے بھی بھینس کو گائے کی جنس سے مانا ہے، تو جس طرح گائے کی قربانی درست ہے، اسی طرح بھینس کی قربانی بھی درست ہوگی، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، گویا قرآن وحدیث میں گائے کے ضمن میں بھینس کا بھی تذکرہ ہے، اور اگر بھینس کو گائے کی ایک قسم نہیں مانیں گے، تو بھینس کا گوشت، دودھ، دہی اور گھی کا تذکرہ بھی قرآن وحدیث میں نہیں ہے، اس بنیاد پر انھیں بھی حرام اور ناجائز ہونا چاہیے؛ حالانکہ مذکورہ چیزوں کی حلت کے سبھی قائل ہیں اور کوئی اختلاف نہیں ہے، تو جس بنیاد پر مذکورہ چیزیں حلال اور جائز ہیں، اسی بنیاد پر بھینس کی قربانی بھی جائز ہوگی، ورنہ "تخلف الحکم عن العلة" لازم آئے گا جو کہ درست نہیں۔ اسی طرح تمام ائمہ وفقہاء نے بھینس کو گائے کی جنس سے مان کر بھینس پر بھی زکات فرض کی ہے؛ جب کہ قرآن وحدیث سے بھینس کی زکات ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی صحابہ نے بھینس کی زکات وصول کی ہے۔ (اور وجہ یہ تھی کہ عرب میں بھینس پائی نہیں جاتی تھی اور آج بھی نہیں ہے) اگر قربانی کو ناجائز کہیں گے، تو زکات کو بھی ناجائز کہنا پڑے گا؛ اس لیے جس طرح بھینس کی زکات صحیح ہے، اس کے گوشت، دودھ، دہی اور گھی کا استعمال درست ہے، اسی طرح قربانی بھی صحیح ہے۔

مطالبہ: غیر مقلدین سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ تم قیاس کو شیطانی عمل کہتے ہو پھر بھی بھینس کی قربانی کو جائز اور اس کے گوشت اور دودھ کو حلال کہتے ہو، لہٰذا اس کے جواز اور حلال ہونے کی صریح آیت یا صحیح، صریح غیر معارض حدیث بتائیں یا قیاس کے قائل ہوجائیں یا بھینس کا گوشت اور دودھ استعمال کرنا چھوڑ دیں۔[2]

(العطایا السیفیة فی الفتاوی النقشبندیة، المجلد التاسع عشر)

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

[1] (تاج العروس، ۱۵/ ۵۱۳، ط: دار الهداية)

[2] (قربانی کے فضائل و مسائل، ص ۲۰، ۲۱)